بسم اللہ الرحمن الرحیم
واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا
اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور گروہ گروہ نہ ہو
توحید
اور فرقہ بندی
از افادات
ابی سیدی فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ
تصنیف:
قاری محمد مسعود حسان
ناشر: دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد
632866

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور گروہ گروہ نہ ہو

توحید اور فرقہ بندی

ازافادات

ابی سیدی فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ

تصنیف:

قاری محمد مسعود حسان

ناشر: دارالعلوم امینیہ رضویہ، محمد پورہ فیصل آباد ☎ 632866

نام کتاب ---------- توحید اور فرقہ بندی

مصنف ---------- قاری محمد مسعود حسان

قیمت ----------

ٹائٹل ڈیزائن ---------- الباسط گرافکس لاہور

تعداد ---------- 10,000

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ رب العالمین o والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین o اکرم الاولین والآخرین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد!

اس بات سے ہر مسلمان کا دل دکھتا ہے کہ اسلام میں گروہ بندی اور فرقہ بازی کیوں ہے اور ہر ذی شعور یہ سمجھتا ہے کہ اس فرقہ بازی نے اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اس سے اغیار فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں میں انتشار وافتراق کی آگ بھڑک رہی ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے یہ فرقہ بازی کیوں ہے؟ اس کے اسباب ومحرکات کیا ہیں؟ لہٰذا جب تک اس کے اسباب ومحرکات کا کھوج نہ لگایا جائے اور ان اسباب کو واضح نہ کیا جائے اس گروہ بندی کی خلیج کو پاٹنا

مشکل کام ہے بلکہ یہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی ہے اور ہوتی جائے گی لہٰذا غور و فکر کرنے سے عقلمند انسان بخوبی اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ اس فرقہ بندی کا سبب توحید کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ ﴿اصل توحید میں اختلاف نہیں ہے﴾

توحید کی اہمیت

یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ دین اسلام کی بنیاد ہی توحید پر ہے اور نظریۂ توحید کے بغیر سب بربریت ہی بربریت ہے۔

۱۔ قرآن مجید کا نزول توحید کی تبلیغ کیلئے ہے۔

۲۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا جتنے علمِ الٰہی میں نبی رسول تشریف لائے وہ بھی توحید کے پرچار کیلئے ہی مبعُوث ہوئے۔

۳۔ جنت جانے کا واحد راستہ توحید ہے۔

۴۔ دوزخ سے امن کا ذریعہ بھی توحید ہے۔

۵۔ مابہ الامتیاز یعنی مومن اور کافر کی پہچان بھی توحید سے ہے۔

۶۔ زمین وآسمان کا قیام بھی نظریۂ توحید سے ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

لو کان فیھما آلھۃ الا اللّٰہ لفسدتا

الحاصل سب کچھ نظریہ توحید سے ہی ہے اور اس نظریہ توحید میں کسی کلمہ گو کا اختلاف نہیں ہاں اختلاف ہے تو توحید کے مفہوم میں ہے۔ مفہوم کے اعتبار سے توحید کی دو قسمیں ہو گئیں۔

۱۔ ایک اللہ والوں کی یعنی نبیوں، ولیوں اور ملائکہ کرام کی توحید۔

۲۔ دوم خارجیوں کی توحید۔

اللہ والوں کی توحید

اللہ والوں یعنی نبیوں، ولیوں کی توحید یہ ہے کہ اللہ

تعالےٰ وحدہ لاشریک لہٗ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں۔ وہی مستحق عبادت ہے۔ اس کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں ہے وہی سب کا خالق ہے وہی سب کا مالک ہے۔

اللّٰہ خالق کل شیئی اور لِلّٰہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض اسی کی شان ہے۔

۱۔ وہ کسی کا محتاج نہیں اور ساری خدائی اس کی محتاج ہے۔

اللّٰہ الصّمد اسی پر دلیل ہے

۲۔ وہ جو چاہے کرے فعال لما یرید اسی کی شان ہے۔

۳۔ کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا وہ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔

لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون قرآن پاک کا اعلان ہے۔

وہ چاہے تو آن کی آن میں سار جہان تباہ کردے۔

اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند
عالمے را در دمے ویران کند

۴۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

لم یلد ولم یولد اسی کی شان ہے۔

۵۔ نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ وہ کسی کی مثال ہے۔

لیس کمثلہ شیئی اسی کی شان عظمت نشان ہے۔

۶۔ نہ اس پر اونگھ کا گذر نہ اس پر نیند طاری ہوسکتی ہے۔

لاتاخذہ سنۃ ولا نوم اسی کو شایانِ شان ہے۔

۷۔ ذرّے سے لے کر عرشِ عُلےٰ تک سب اسی کے حکم کے پابند ہیں۔

ہر جگہ اور ہر آن اسی کا حکم جاری ہے۔

لہٗ مافی السمٰوات ومافی الارض اور کل لہٗ قانتون اس پر شاہد عدل ہے۔

الحاصل توحید ہی سب کچھ ہے۔ لیکن اللہ وَحدہٗ لا
شریک لہٗ نے اپنی منشاء اور اپنے ارادے سے احکام جاری
کرنے کیلئے وسائل و اسباب پیدا کیئے ہیں حالانکہ اس کی
شان بے نیازی یہ ہے کہ کُن فرمائے سب کچھ ہوجائے:

اذااراد شیئا ان یقول لہٗ کن فیکون۔

اس کے باوجود اس نے ہر کام کیلئے اسباب پیدا فرما
دیئے ہیں مثلاً رازق وہی ہے لیکن اس نے اپنی قدرتِ کاملہ
سے رزق کے اسباب پیدا فرمائے ہیں۔

شافی یعنی شفا دینے والا وہی ہے لیکن اس نے شفا کیلئے
اسباب پیدا فرمائے ہیں۔ دوائیوں اور جڑی بوٹیوں میں اسی
نے شفا رکھی ہے اور ان دوائیوں اور بوٹیوں کو بھی اسی نے پیدا
فرمایا ہے پھر ان کو استعمال کرنے کیلئے انسان کو علم بھی اسی نے
عطا فرمایا ہے۔ یوں ہی آگ میں جلانے کی تاثیر اور پانی میں

پیاس بجھانے کی تاثیر بھی اسی نے پیدا فرمائی ہے اور ان
چیزوں کو وسائل اور اسباب بنایا۔

الحاصل اگر آگ جلاتی ہے تو یہ اسی کی قدرت کی مظہر
ہے۔ پانی پیاس بجھاتا ہے تو یہ بھی اسی کی قدرت کا مظہر ہے۔
چاند سورج اور ستارے مخلوق کیلئے فیض رساں ہیں تو یہ سب اسی
کی قدرت کے مظاہر ہیں۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے
نبی، ولی مخلوق کیلئے فیض رساں ہیں تو یہ بھی اس خالق و مالک
اللہ جل جلالہٗ کی قدرت کے مظاہر ہیں۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ نفلی عبادت
سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اور جب اسے قرب
حاصل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کی آنکھ بن
جاتا ہوں وہ دیکھتا ہے تو میرے ساتھ، میں اس کے کان بن
جاتا ہوں وہ سنتا ہے تو میرے ساتھ، میں اس کا ہاتھ بن جاتا

ہوں وہ پکڑتا ہے تو میرے ساتھ۔ ﴿صحیح بخاری﴾

رہی یہ بات کہ اللہ تعالےٰ کسی کی آنکھ، کان یا ہاتھ بن جائے اس کا کیا مطلب حالانکہ اللہ تعالےٰ جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔ اس اشکال کے حل کے لئے امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں فرمایا۔

اللہ تعالےٰ کے ولی کی آنکھ بننے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے جلال کا نور ولی اللہ کی آنکھ میں سرایت کر جاتا ہے تو وہ ولی اس نور کی برکت سے قریب بھی دیکھ لیتا ہے اور دور بھی دیکھ لیتا ہے اور جب اللہ تعالےٰ کے جلال کا نور ولی اللہ کے کان میں سرایت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ کا ولی قریب بھی سن لیتا ہے اور دور سے بھی سن لیتا ہے اور جب ولی اللہ کے ہاتھ میں اللہ تعالےٰ کے جلال کا نور سرایت کرتا ہے تو وہ قریب سے بھی پکڑ لیتا ہے اور دور سے بھی پکڑ لیتا ہے اور وہ آسانیوں میں بھی

ہاتھ ڈال دیتا ہے اور مشکلات میں بھی۔

اور اس درجہ کو فنا کا درجہ کہتے ہیں کہ ولی اللہ کی آنکھ کان اور ہاتھ وغیرہ قدرت الٰہی کے مظہر بن جاتے ہیں

یعنی آنکھ ولی اللہ کی اور قدرت اللہ تعالےٰ کی

کان ولی اللہ کا اور قدرت اللہ تعالےٰ کی

ہاتھ اللہ تعالےٰ کے ولی کا ہوتا ہے اور قدرت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔

تمثیل

افہام و تفہیم کیلئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ لوہا ٹھنڈا ہے اور آگ گرم ہے۔ لوہا جلاتا نہیں آگ جلاتی ہے۔ لیکن اگر لوہے کا ٹکڑا آگ میں ڈال دیا جائے اور آگ پر پھونکا جائے جیسے کہ عام طور پر بھٹیوں میں کرتے ہیں تو آگ آہستہ آہستہ اس لوہے پر اپنا اثر ڈالتی ہے حتیٰ کہ لوہے کا رنگ

بھی آگ جیسا ہو جاتا ہے۔ پھر اس لوہے کو نکال کر لکڑی پر رکھو لکڑی کو جلائے گا۔ کپڑے پر رکھو کپڑے کو جلائے گا۔ اگر جسم پر رکھو جسم کو جلائے گا۔ یہاں سوال یہ ہے کہ لوہے کا کام تو جلانا نہیں یہ لوہا کیوں جلا رہا ہے۔ جواباً کہا جائے گا کہ لوہے نے فنا کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ لوہا فانی فی النار ہو کر وہی کام کر رہا ہے جو کام آگ کرتی ہے۔

بلاتشبیہہ حدیث قدسی کی رو سے جب بندہ فنافی اللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو بندے سے وہی کام سرزد ہوتے ہیں جو کام قدرت کرتی ہے۔ اسی لئے حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ان الاسماء التسعة والتسعين تصيرا وصافاً للعبد السالك وهو بعد فى السلوك۔ ﴿تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۲۰﴾

یعنی بندہ سالک اللہ تعالیٰ کی ۹۹ صفات کا مظہر بن جاتا ہے حالانکہ وہ ابھی سلوک کے راستے میں ہوتا ہے اور یہی وہ مرتبہ فناء ہے کہ سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

وابرئ الاكمه والابرص واحى الموتىٰ باذن الله۔ ﴿قرآن مجید﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! مادر زاد اندھوں کو میں درست کرتا ہوں ،کوڑھیوں کو میں اچھا کرتا ہوں۔ مُردوں کو میں زندہ کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے۔

ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور قدرت اللہ تعالیٰ کی تھی۔ یوں ہی حبیب خدا سیّد انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سارے جہانوں کیلئے فیض رساں ہیں ہر چھوٹے بڑے کیلئے رحمت ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا وقدرت سے

ہے: وما ارسلنك الا رحمة للعالمين۔ اسی پر
شاہد عدل ہے۔

اسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ سیّد
محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

والذی اختاره انه ﷺ انما بعث رحمة
لكل فرد من العالمين ملائكتهم
وانسهم وجنهم ولا فرق بين المؤمن
والكافر من الانس والجن فی ذالك۔

﴿روح المعانی سورۃ انبیاء﴾

یعنی میں کہتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ سب جہانوں
کیلئے (پہلوں، پچھلوں، مومنوں، کافروں، انسانوں، جنوں،
فرشتوں) کے ہر ہر فرد کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے
ہیں۔

نیز ولیوں کے ولی خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ
فرماتے ہیں میں جب حج کرنے گیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوا۔
روضہ مقدسہ مطہرہ منورہ پر حاضری دی تو یوں محسوس ہوا کہ:

وجود شریف حضرت رسالت ﷺ عرش سے فرش
تک مرکز جمیع عالمیان ہے ہر چند کہ وہاب مطلق اللہ
تعالیٰ ہے لیکن جس کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ
حضور ﷺ کے توسل سے پہنچتا ہے اور مہمات ملک
وملکوت حضور ﷺ کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں۔

﴿مقامات امام ربانی ص ۱۱۲﴾

یہ ارشادِ عالی مندرجہ ذیل امور کی طرف رہنمائی کرتا ہے:

۱۔ ہمارے آقا ﷺ زندہ جاوید نبی ہیں۔

۲۔ وہ سارے جہانوں کے ہر ہر فرد کیلئے از عرش تا فرش
ہر ہر ذرہ کیلئے مرکز اور رحمت ہیں۔

٣۔ ہمارے نبی ﷺ اللہ تعالےٰ کی رحمتِ خاصہ اور رحمتِ عامہ کے مظہر اتم ہیں۔

۴۔ وہ سارے جہانوں کے مہتمم ہیں۔ انہی کے اہتمام سے کاروبارِ عالم چل رہا ہے۔

صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

یہی وجہ ہے کہ ہدایت کے ستارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی پریشانیوں میں مصیبتوں میں اور دکھ درد میں نبیٔ اکرم رحمت دوعالم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوتے رہے۔

قحط سالی ہوجاتی تو حبیبِ خدا ﷺ سے شکایت کرتے تھے۔

کسی کی آنکھ نکل جاتی تو وہ رحمت کائنات ﷺ کے دربار میں حاضر ہوجاتے (سیدنا قتادہ صحابی رضی اللہ عنہ)

کسی کی پنڈلی ٹوٹ جاتی تو وہ بھی انہی کے ہاں حاضر

ہوتا جس کو اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

(سیدنا عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ)

اور سب کی مشکلیں اسی دربار سے حل ہوتی تھیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ اسی ذات بابرکات کو اللہ تعالےٰ وہاب مطلق نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اسی دربار سے رحمت حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ توحید نبیوں، ولیوں کی توحید ہے۔ یہ غوثوں، قطبوں کی صحابہ کرام کی توحید ہے۔

اس اللہ والوں کی توحید میں اولیاء اللہ اور من دون اللہ میں واضح فرق ہے۔ (اللہ والوں کی توحید کا مآل وخلاصہ)

(١)

بت وغیرہ اور ان کے پجاری من دون اللہ ہیں اور نبی ولی اولیاء اللہ ہیں۔

(٢)

من دون اللہ ،خدا تعالےٰ کے دشمن ہیں اور اولیاء اللہ،خدا تعالےٰ جل جلالہ کے پیارے ہیں۔

(٣)

من دون اللہ کو ماننے والا مشرک ہے اولیاء اللہ کو ماننے والا مومن ہے۔

(٤)

من دون اللہ اپنے ماننے والوں کو لے کر دوزخ جائیں گے انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جہنم۔ ﴿قران پاک﴾

اور اولیاء اللہ اپنے ماننے والوں کو لے کر جنت جائیں گے۔

حدیث پاک میں ہے جس کے راوی سیّدنا انس صحابی ہیں ﴿رضی اللہ عنہ﴾:

یصف اهل النار فیمر بهم الرجل من اهل الجنة فیقول الرجل منهم یا فلان اتعرفنی انا الذی سقیتك شربة وبعضهم انا الذی وهبت لك وضوء فیشفع له فیدخله الجنة۔ ﴿ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف﴾

یعنی کچھ لوگ جن کو جہنم جانے کا حکم ہو چکا ہوگا وہ صفیں باندھے کھڑے ہوں گے تو ان کے پاس سے ایک (اللہ تعالےٰ کا ولی) جنتی گذر فرمائے گا۔ اسے دیکھ کر ان جہنم والوں سے ایک بولے گا۔ جناب آپ مجھے پہچانتے ہیں جناب میں وہ ہوں جس نے ایک دن آپ کو پانی پلایا تھا کوئی کہے گا جناب

میں نے آپ کو ایک دن وضو کرایا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ان کی شفارش کر کے ان کو جنت میں داخل کرے گا معلوم ہوا کہ من دون اللہ اور ہیں اور اولیاء اللہ اور ہیں۔

(۵)

من دون اللہ کے ساتھ دشمنی کرنے والے کا ایمان مضبوط ہوتا ہے:

ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللّٰہ فقد اِستمسك بالعروۃ الوثقی لاانفصام لھا۔ ﴿قران مجید﴾

اور اولیاء اللہ کے ساتھ دشمنی کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مبغوض ٹھہرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔

من عادلی ولیا فقد آذنتہ بالحرب۔

﴿بخاری شریف﴾

(۶)

من دون اللہ کو خدا تعالیٰ نے کچھ نہیں دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں ﴿نبیوں، ولیوں﴾ کو بہت کچھ دیا ہے۔ علم دیا اختیار دیا تصرف عطا فرمایا۔ صاحبِ تکوین بنایا۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ابی وسیدی مولانا مفتی محمد امین صاحب کا رسالہ ''تعارف تقویت الایمان'' اور ''خلیفۃ اللہ''۔ پڑھیں اور ایمان مضبوط کریں انشاء اللہ ان کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو کیا کچھ عطا فرمایا ہے۔

(۷)

من دون اللہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ لن یخلقوا ذباباً ولوا جتمعوالہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے دوست بڑے بڑے پرندے بناتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے کہ سیّدنا عیسیٰ

علیہ السلام نے فرمایا:

واخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ۔

(۸)

من دون اللہ تو ایک ذرہ نہیں اٹھا سکتے اور اولیاء اللہ کئی من وزنی تخت کو ملک سبا سے اٹھا کر ملک شام میں آنکھ جھپکنے سے پہلے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیتے ہیں۔ انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راٰہ مستقرا عندہ قال ھذا من فضل ربی۔ ﴿قران مجید سورہ نحل﴾

(۹)

من دون اللہ ناکارے نکمّے ہیں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کے دوست تو مُردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔

واحی الموتی باذن اللّٰہ۔ ﴿قران مجید﴾

(۱۰)

من دون اللہ کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کی قرآن مجید نے سخت مذمت کی ہے:

والذین اتخذوا من دون اللّٰہ اولیاء۔

اور اولیاء اللہ کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کی اللہ تعالیٰ نے تحسین فرمائی ہے۔ کہیں ارشاد ہے کہ ولیوں کے ساتھ دوستی کرنے والے اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہیں۔

ومن یتول اللّٰہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ ﴿قرآن مجید﴾

اور کہیں آقائے دوجہان ﷺ یوں دعا کرتے ہیں:

اللّٰھم اجعلنا ھادین مھتدین

غیر ضالین ولا مضلین سلما لاولیائك وعدوا لاعدائك۔ ﴿ترمذی شریف﴾

یا اللہ ہمیں ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ بنا۔ نہ ہم خود گمراہ ہوں نہ ہم دوسروں کو گمراہ کریں۔ ہم تیرے ولیوں کے ساتھ دوستی کریں اور تیرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کریں۔

تلك عشرة کاملة

الحاصل نبیوں، ولیوں کی توحید میں من دون اللہ اور اولیاء اللہ میں واضح فرق ہے جو کہ اظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی نظریہ توحید والوں میں سے کرے۔

وماذالك علی اللہ بعزیز والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبه رحمة للعالمین شفیع المذنبین وعلی آله واصحابه اجمعین۔

خارجی نظریہ توحید

خارجی نظریہ توحید والے من دون اللہ اور اولیاء اللہ میں فرق نہیں کرتے اسی لئے وہ بتوں اور کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں اور تاثر دیتے ہیں کہ جیسے بت نکمّے ناکارہ سے کچھ نہیں کر سکتے نفع نقصان نہیں دے سکتے اسی طرح نبی ولی بھی کچھ نہیں کر سکتے اور جیسے بتوں کو کوئی اختیار نہیں۔ یوں ہی نبیوں ولیوں کو کوئی اختیار نہیں چنانچہ صراحةً لکھا اور شائع کیا جا رہا ہے کہ

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

نیز خارجی نظریہ توحید میں جیسے بتوں کے لئے تصرف یا اختیار ماننے والا مشرک ہے جہنمی ہے یوں ہی نبیوں ولیوں

کیلئے تصرف یا اختیار ماننے والا بھی مشرک اور جہنمی ہے خواہ
اللہ تعالےٰ کی عطا سے ہی مانے۔ ﴿تقویت الایمان﴾

اور یہ لوگ دیدہ دانستہ یعنی یہ جانتے ہوئے کہ بت نکمّے
ناکارے اور چیز ہیں اور اللہ تعالےٰ کے دوست ﴿انبیاء علیہم
السلام اور اولیاء کرام﴾ اور چیز ہیں جان بوجھ کر فرق ظاہر نہیں
کرتے حالانکہ قرآن پاک نے بالکل فرق ظاہر کر دیا ہے جیسا
کہ اوپر مذکور ہوا۔ اور یہ لوگ اس لئے فرق ظاہر نہیں کرتے کہ
اگر وہ حق کو حق اور باطل کو باطل ظاہر کر دیں تو کوئی بھی ان کی
پارٹی میں شامل نہ ہو۔

لہٰذا یہ لوگ صرف اور صرف اپنے باطل مذہب کو
پھیلانے کے لئے ایسا کرتے ہیں کاش یہ لوگ فرق مراتب
کریں اور خلقِ خدا کو گمراہی میں نہ دھکیلیں۔

فالی اللہ المشتکی

اور چونکہ خارجی نظریہ توحید والے فرق مراتب نہ
کرتے ہوئے بتوں اور کافروں کے حق میں نازل شدہ آیات
قرآنیہ کو نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں اسی لئے سیّدنا
عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہما ایسے لوگوں کو خارجی اور
بدترین مخلوق شمار کرتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

وکان یراھم شرار خلق اللّٰہ وقال
انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار
فجعلوھا علی المومنین۔

﴿صحیح بخاری جلد دوم باب قتل الخوارج﴾

یعنی سیّدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہما
خارجیوں کو بدترین مخلوق شمار کرتے تھے اور فرماتے کہ خارجی
لوگ ان آیات کو لیتے ہیں جو کہ کافروں کے بارے میں نازل

ہوئی ہیں اور ان کو اہل ایمان ﴿نبیوں، ولیوں﴾ پر چسپاں کرتے ہیں۔

اے میرے عزیز یہ ارشاد گرامی اس دور کے کسی فرقہ باز ملاں مولوی کا نہیں بلکہ ایک جلیل القدر صحابی کا ہے جو کہ مجتہد صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر یہ کسی وعظ کی کتاب یا کسی غیر معتبر رسالے سے نہیں لیا گیا نہ ہی کسی پیشہ ور واعظ اور ملاں سے لیا گیا ہے بلکہ یہ حدیث پاک کی اس کتاب میں ہے جو کہ حدیث پاک کی طبقہ اولیٰ کی کتاب ہے اور جس کا مرتبہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے بعد سب سے اونچا یعنی صحیح بخاری ہے۔ اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس ارشاد مبارک سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جو شخص قرآن کریم کی آیتیں پڑھ پڑھ کہے کہ نبی ولی کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ کسی کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اور یہ کہ نبی

ولی کے اختیار میں کچھ نہیں۔ ایسا شخص اللہ والوں کی جماعت سے ہرگز نہیں بلکہ وہ خارجی ہے اور خارجیوں کی پارٹی کا ایک فرد ہے۔

دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ایسا شخص خواہ کتنا بڑا عالم فاضل ہو جائے ان گنت کتابوں کا مصنف بن جائے۔ وہ جگہ جگہ تبلیغ کرتا پھرے وہ اللہ والوں کی جماعت کے کسی ادنیٰ فرد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرما دیا ہے
شرار خلق اللّٰہ کہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین، سیّدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں ایک لائن دے دی ہے ہدایت کا راستہ بتا دیا ہے اور ایسا واضح راستہ بتایا کہ اس کی روشنی میں ایک معمولی پڑھا لکھا انسان بھی حق و باطل میں امتیاز کر سکتا ہے کہ

کون اللہ والوں کی جماعت میں شامل ہے اور کون دوسری
پارٹی کا فرد ہے۔

اپیل

الدین النصیحۃ کے جذبہ کے ماتحت مسلمان
بھائیوں سے مودبانہ اپیل ہے کہ وہ خارجی نظریہ توحید کو چھوڑ کر
اللہ والوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو یہ فرقہ بندی، گروہ
بندی خود بخود ختم ہو جائیگی ورنہ ناممکن ہے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت
وما توفیقی الا باللّٰہ۔

اگر کوئی سوال کرے کہ آپ نے خواہ مخواہ دو جماعتیں
بنادی ہیں حالانکہ جتنے کلمہ گو ہیں وہ سب ایک ہی جماعت ہے
سب موحد ہیں تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ فقیر نے دو
جماعتیں نہیں بنائیں بلکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کلمہ گو نمازیوں

کی دو جماعتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک وہ جماعت جو اللہ
تعالےٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرتی
ہے ادب و احترام کرتی ہے اللہ رسول جل جلالہ و ﷺ کے
دشمنوں اور بدخواہوں سے کسی قسم کی دوستی نہیں کرتی اس
جماعت کو اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت فرمایا ہے:

اولئك حزب اللّٰه۔ ﴿قرآن مجید﴾

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں اور یہی کامیاب و
کامران ہیں۔

دوسری جماعت بے ادبوں کی جماعت ہے جو اللہ
رسول کے مقابلے میں غیروں سے دوستی گانٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ
نے ان کو شیطان کی جماعت قرار دیا۔

اولئك حزب الشيطان۔

یہ لوگ شیطان کی پارٹی ہیں۔

اب ذرا قرآن پاک سے دونوں جماعتوں کے متعلق
جو بیان ہوا اس کو بھی پڑھ لیجئے۔

لاتجد قوماً یومنون باللّٰہ والیوم
الآخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ
ولو کانوا آبائھم او ابنائھم او اخوانھم او
عشیرتھم۔ اولئک کتب فی قلوبھم الایمان
وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنات تجری
من تحتھا الانھار۔ خالدین فیھا رضی اللّٰہ
عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللّٰہ الا ان
حزب اللّٰہ ھم المفلحون ٥

﴿قرآن مجید سورہ مجادلہ﴾

اے محبوب جن لوگوں کا اللہ تعالےٰ پر اور آخرت پر صحیح
ایمان ہے ان میں سے آپ کوئی ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ

جل جلالہٗ و رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی
کریں اگرچہ وہ اللہ رسول کے ساتھ دشمنی کرنے والے ان
کے ماں باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں خواہ بھائی اور قبیلہ کنبہ
والے ہوں یہ لوگ جو اللہ رسول کے بدخواہوں سے کسی قسم کی
دوستی نہیں کرتے ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے
ایمان نقش کر دیا ہے اور انکی روح الامین کے ساتھ مدد فرماتا
ہے اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائیگا جن کے نیچے نہریں
جاری ہیں اور وہ ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان سے
اللہ تعالیٰ راضی اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہیں۔ یہ لوگ اللہ
تعالےٰ کی جماعت ہیں۔ کان کھول کر سن لو کہ اللہ تعالےٰ کی
جماعت ہی فلاح پائیگی۔ ﴿سورۃ مجادلہ پارہ ۲۸﴾

اور دوسری جماعت جو کہ شیطان کی پارٹی ہے ان کے
متعلق فرمایا:

استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر اللّٰه اولئك حزب الشیطان الاان حزب الشیطان هم الخاسرون۔

یعنی یہ جو اللہ رسول کے مقابلے میں غیروں سے دوستی اور تعلقات بناتے ہیں ان پر شیطان نے تسلط جمالیا ہے۔اور ان کو اللہ تعالےٰ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ کان کھول کر سن لو کہ یہ شیطان کی جماعت ہے اور بے شک شیطان کی جماعت ہی خسارے میں ہے۔﴿قرآن مجید سورہ مجادلہ﴾

ان آیات مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ کلمہ گو مسلمان کہلانے والے سب ایک نہیں ہیں بلکہ کچھ اللہ تعالےٰ کی جماعت میں شامل ہیں اور کچھ شیطان کی پارٹی میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پارٹی میں شامل رکھے۔آمین

سوال:

دوسری پارٹی کے علماء یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کتابوں میں لکھتے ہیں کہ کارخانہ عالم میں تصرف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی نبی، ولی کیلئے تصرف ثابت کرنا شرک ہے خواہ اللہ تعالےٰ کی عطا سے مانے اس کے متعلق علمی بحثیں تو بہت سنی ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ آپ مثال دیکر سمجھائیں تاکہ حق واضح ہو اور حق و باطل میں امتیاز حاصل ہو۔

جواب:

ایک مثال بیان کی جاتی ہے جو کہ ادنیٰ انصاف پسند کے لئے حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر کرنے کے لئے کافی ہوگی۔

مثال:

ایک نواب جو کہ ایک ریاست کا مالک ہے اور وہ ریاست بہت سے گاؤں پر مشتمل ہے اس مالک نے اپنی ریاست میں مزارع بٹھائے ہوئے ہیں جو کہ کاشت کاری کرتے ہیں اور پھر ہر گاؤں کے لئے ان مزارعین پر ایک نگراں مقرر کیا ہوا ہے اور پھر اس مالک نے پوری ریاست کے لئے انتظام وانصرام کیلئے ایک نمائندہ ﴿ناظم اعلیٰ﴾ مقرر کیا ہوا ہے۔ اس ریاست کے مزارع اس ریاست میں تصرف کرتے ہیں۔ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ ہل چلاتے ہیں۔ بیج ڈالتے ہیں پھر فصلوں کی نگرانی کرتے ہیں فصلوں کے پک جانے پر فصلوں کی کٹائی کرتے ہیں۔ غلہ بھوسہ سنبھالتے ہیں ہر قسم کا تصرف کرتے ہیں۔ تو باوجود ایسا تصرف کرنے کے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس ریاست میں مالک کے ساتھ کوئی اور

بھی شریک ہے ہرگز نہیں بلکہ ہر کوئی سمجھتا ہے کہ مالک وہ ایک ہی ہے کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔ ہاں اگر وہ مالک کسی مزارع کو اسی طرح کے مالکانہ حقوق دے دے جیسے اس مالک کو حاصل ہیں۔ خواہ ایک ایکڑ یا ایک کنال کے مالکانہ حقوق دے دے تو اب بلاشبہ کہا جائے گا کہ اس ریاست میں دو شریک ہیں۔ لیکن جب تک کسی دوسرے کے لئے ذاتی ملکیّت نہ مانی جائیگی کوئی دوسرا شریک نہیں مانا جا سکتا اگرچہ تصرف مزارع ہی کرتے ہوں۔

پھر ان مزارعین کے اوپر گاؤں کے نمائندہ کا تصرف جاری ہے اور پھر ان سب کے اوپر پوری ریاست کے نمائندہ ﴿ناظم اعلیٰ﴾ کا تصرف جاری ہے۔ لیکن مالک کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں مانا جا سکتا۔ یوں ہی بلاتشبیہ کارخانہ عالم میں اللہ تعالےٰ نے اپنے ولیوں کو تصرف عطا کیا

ہوا ہے اور ان کے اوپر غوث قطب مقرر کئے ہیں۔

یہ بات فقیر اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ امام الاولیاء سیّدی علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کچھ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ولایت خاصہ عطا فرمائی ہے اور وہ والیاں ملک وے اند وہ اللہ تعالیٰ کے ملک کے والی اور منتظم ہیں نیز فرمایا: ومر ایشا نرا والیاں عالم گردانیدہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ان ولیوں کو کارخانہ عالم کا والی ﴿منتظم﴾ بنایا ہے۔

﴿کشف المحجوب فارسی ص ۱۹۰، ۱۹۱﴾

الحمد للہ رب العالمین حق واضح ہو گیا۔

نیز اولیاء کرام کے تصرف کے ثبوت کے لئے رسالہ ”تعارف تقویۃ الایمان“ اور ”خلیفۃ اللہ“ تصنیف سیدی وابی

مولانا مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ کا مطالعہ کریں اور انصاف کی نظر سے پڑھیں خالی الذہن ہو کر دیکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ روزِ روشن کی طرح حق واضح ہو گا اور شکوک و شبہات دور ہوں گے۔

پھر اللہ کریم جل جلالہ نے ان ولیوں غوثوں قطبوں کے اوپر اپنے حبیب رحمتِ دو عالم ﷺ کو پورے جہان کا نگرانِ اعلیٰ اور مہتمم مقرر فرمایا ہے۔ ان ہی کے تصرف سے کارخانہ عالم چل رہا ہے۔

صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

اب اس کے ساتھ سیّدی وسندی خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ کا وہ ارشاد مبارک بھی پڑھ لیجئے جو کہ پیچھے مذکور ہوا کہ:

مہمات ملک وملکوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں۔

الحاصل شرک حقیقتاً جبھی ہو گا کہ غیر اللہ کے لئے کوئی صفت ذاتی اور مستقل مانی جائے ورنہ نہیں اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کسی کو علم یا تصرف یا اختیار اپنی طرف سے عطا کرے یہ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالےٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال:

یہ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ ولی غوث اور قطب خصوصاً رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جہان میں تصرف کی قوت عطا فرمائی ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ان کی طرف رجوع کریں۔ کیا اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا حالانکہ وہ سمیع وبصیر ہے وہ حیّ وقیوم ہے نہ اس پر اونگھ نہ نیند کا گذر

تعالےٰ اللہ عن ذالك علوا كبيراً۔

تو پھر ہم ماتحتوں اور نمائندوں کی طرف کیوں رجوع کریں۔

جواب:

اگر مالک کی ہی یہ مرضی ہو کہ لوگ میرے پیاروں کے پاس جائیں تا کہ ان محبوبوں کی عزت افزائی ہو تو پھر ہم کیوں ان کے دربار حاضری نہ دیں حالانکہ مروی ہے:

اذا اراد اللّٰه بعبد خيراً صيّر حوائج الناس اليه۔ ﴿جامع صغیر ص ۱۷﴾

یعنی جب اللہ تعالےٰ اپنے کسی بندے کو نوازنا چاہتا ہے تو لوگوں کی حاجتیں اس کی طرف پھیر دیتا ہے لوگوں کی حاجتیں اس کے ہاتھ سے پوری ہوتی ہیں اور ان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب اللہ تعالےٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ یہ مسئلہ بھی مثال کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے تا کہ قارئین اچھی

طرح سمجھ سکیں۔

مثال:

ایک ریاست کا مالک اپنے کسی نمائندہ کو اعزازی طور پر ریاست کا ناظم مقرر کرے اور اعلان کر دے کہ اگر کسی کو کوئی حاجت کوئی ضرورت درپیش ہو تو وہ ہمارے اس مقرر کردہ کی طرف رجوع کرے۔ اس اعلان کے مطابق ریاست کے مزارع اپنی ضروریات کے لئے ریاست کے ناظم کی طرف رجوع کرتے رہے۔ اگر کسی نے اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی کرنا ہو تو وہ ناظم کے پاس درخواست لے کر جاتا ہے۔ کہ جناب مجھے شادی کیلئے ایندھن کی ضرورت ہے ناظم لکھ دیتا ہے کہ تیرے کھیت کے کنارے فلاں خشک شدہ درخت ہے اس کو کاٹ لو۔ اور اپنی غرض پوری کرو۔ دوسرا آتا ہے کہ جناب میرے مکان کا شہتیر ٹوٹ گیا ہے مجھے شہتیر کی ضرورت ہے

ناظم لکھ دیتا ہے کہ فلاں درخت کاٹ کر شہتیر بنا لو۔ یوں ہی کام چلتے رہے لیکن ایک مزارع کی ہل ٹوٹ جاتی ہے وہ ناظم کے پاس نہیں جاتا بلکہ وہ سیدھا مالک کے پاس پہنچ جاتا ہے اور کہتا ہے جناب میرا ہل ٹوٹ گیا ہے مجھے اتنی لکڑی کی ضرورت ہے آپ مجھے اتنی لکڑی دے دیں۔ مالک پوچھتا ہے کہ کیا تو ناظم کے پاس گیا تھا؟ وہ کہے کہ جناب میں نے آپ کو مالک مانا ہے میں کسی اور کو ماننے والا نہیں ہوں بس میں تو آپ سے لکڑی لوں گا تو کیا بتایئے وہ مالک سے مطلوبہ لکڑی حاصل کر لے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ مالک اسے کہے گا اے ذلیل انسان تو میری ریاست کے انتظام کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ جب میں نے ہی ناظم کو ریاست کا ناظم مقرر کیا ہے تو اس کا دینا میرا ہی دینا ہے اس کا حکم میرا ہی حکم ہے تو کون ہوتا ہے کہ میرے مقرر کردہ ناظم کو نہ مانے لہٰذا یا تو اس کے حکم کو مان یا

میری ریاست سے نکل جا۔

فاخرج انك من الصاغرین۔

دوسری مثال:

جوکہ اس سے بھی واضح ہے وہ یہ کہ پاکستان کے سٹاک میں چینی جمع ہوتی ہے وہاں سے صوبوں اور پھر اضلاع میں جاتی ہے اور وہاں سے ڈپو ہولڈروں کو دی جاتی ہے۔ طریقہ کار یہ ہے کہ حکومت پاکستان، پاکستانیوں کے راشن کارڈ بناتی ہے اور اعلان کردیا جاتا ہے کہ اپنے اپنے کوٹہ کی چینی اپنے اپنے علاقہ کے ڈپوؤں سے حاصل کریں۔ لوگ اپنے اپنے کوٹہ کی چینی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ایک صاحب کندھے پر رومال ڈالے راشن کارڈ ہاتھ میں تھامے صدر پاکستان کے پاس پہنچ جائے اور کہے صدر صاحب! یہ دیکھو راشن کارڈ میری چینی ساڑھے پانچ کلو بنتی ہے لہٰذا مجھے میرے حصے کی چینی دے دو۔ صدر

صاحب پوچھیں تو کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب میں کہے جناب میں فیصل آباد سے آیا ہوں۔ صدر صاحب اسے سمجھائیں کہ دیکھو تمہارے راشن کارڈ پر تمہارے علاقے کے ڈپو اور ڈپو ہولڈر کا نام لکھا ہوا ہے وہاں سے جا کر چینی وصول کر لو۔ ڈپوؤں پر چینی حکومت پاکستان کی چینی ہے۔ وہ کہے نہ جناب میں تو آپ کے سوا کسی کو نہیں مانتا۔ میں تو صرف آپ سے ہی چینی لوں گا تو بتائیے کہ وہ صدر صاحب سے چینی حاصل کرے گا یا جیل کی ہوا کھائے گا۔ یوں ہی بلاتشبیہ اللہ تعالیٰ نے رحمتوں کا مرکز ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔

وہاں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بغداد شریف، اجمیر شریف، لاہور اور بخارا و سرہند شریف وغیرہا سٹاکوں میں پہنچتی ہے پھر وہاں سے تونسہ شریف، سیال شریف، چورہ شریف، علی

پور شریف، شرقپور شریف وغیرھا روحانی ڈپوؤں پر پہنچتی ہے اور ان روحانی ڈپوؤں سے عوام رحمتِ الٰہی حاصل کرتے ہیں۔لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالےٰ کے سوا کسی کو دینے والا نہیں مانتے وہ درحقیقت کارخانہ عالم کو خراب کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ شیطان کا پارٹ ادا کر رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا:

انی جاعل فی الارض خلیفہ اور خلیفہ وہی ہوتا ہے جو مالک کا نائب ہو مالک کے احکام نافذ کرے چنانچہ جلالین میں ہے:انی جاعل فی الارض خلیفۃً یخلفنی فی تنفیذ احکامی فیہا۔

اے فرشتو! میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں جو زمین میں میرے حکم جاری کرے گا۔

تو جب شیطان نے اس کا انکار کیا تو اسے یہ پھٹکار

پڑی کہ اے ملعون چل میرے دربار سے نکل تو بڑا ذلیل ہے۔تیرے گلے میں قیامت تک لعنت کا طوق ہے۔

میرے عزیز اولیاء کرام کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالےٰ کی ہی عطا ہے جو کہ ان کو مصطفیٰ کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ملی ہے۔ لہٰذا ان سے روگردانی کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینا ہے جس کا انجام جہنم ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی ناراضگی اور غضب سے بچائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال:

یہ تو آپ نے مثال دیکر سمجھا دیا ہے اور حق واضح ہو گیا لیکن قرآن مجید فرقان حمید کے اس فرمان کو کہاں لے جاؤ گے جس کو تم ہر نماز میں پڑھتے ہو:

ایاك نعبد وایاك نستعین۔

یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

لہٰذا نماز میں تو تم لوگ اللہ تعالےٰ سے اس بات کا عہد کرتے ہو کہ یا اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں لیکن نماز سے باہر آ کر تم اس عہد کو بھول جاتے ہو اور نبیوں، ولیوں سے مدد مانگنا شروع کر دیتے ہو۔ یہ کیا چکر ہے۔

جواب:

میرے عزیز کوئی چکر نہیں ہے ہم جس بات کا عہد نماز میں کرتے ہیں۔ نماز کے بعد بھی اس پر قائم ہیں۔ ہر جگہ اللہ تعالےٰ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ وہی وہاب مطلق ہے۔ ہم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو مظہر عون الٰہی یعنی اللہ تعالےٰ کی مدد اور نصرت کا وسیلہ اور ذریعہ مانتے ہیں۔ ہم کسی ولی کے

پاس ولی کی رحمت لینے نہیں جاتے بلکہ ولی کے پاس اللہ تعالےٰ کی رحمت لینے جاتے ہیں جیسے کہ ریڈیو اسٹیشن پر کوئی شخص اعلان کرتا ہے یا کوئی خبر دیتا ہے اور اس اعلان وغیرہ کو ریڈیو سیٹ کے وسیلہ سے سنا جاسکتا ہے اور کہنے والے کہتے ہیں آج ریڈیو نے یہ اعلان کیا اور یہ خبر دی ہے حالانکہ ریڈیو سیٹ کی اپنی کوئی خبر کوئی اعلان نہیں ہوتا بلکہ ریڈیو اسٹیشن پر بولنے والے کا اعلان ہوتا ہے۔

یوں ہی بلا تشبیہ مدد اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے جو کہ ان انبیاء کرام اور اولیاء عظام (علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام) کے ذریعہ اور وسیلہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

تعیشوافی کنافھم فان فیھم رحمتی۔

یعنی جو میرے ہو گئے تم ان کے دامن میں زندگی

گذارو کیونکہ ان کے دامن میں ہی میری رحمت ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کے پاس نبی کی رحمت لینے نہیں جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت لینے جاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے ہی سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے: وما ارسلناك الا رحمته للعالمين۔ اس پر شاہد عدل ہے۔

نیز تفسیر روح البیان میں ہے: وهذا بخلاف التوجه الى روحانية الانبياء والاولياء وان كانوا مخلوقين فان الاستمداد منهم والتوسل بهم والانتساب اليهم من حيث انهم مظاهر الحق۔ ليس ذالك بشرك اصلاً بل هو عين التوحيد۔ ﴿جلد۳ ص۲۹۶﴾

یعنی نبیوں ولیوں کی روحانیت کی طرف متوجہ ہونا

اگرچہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی ہی مخلوق ہیں ان سے مدد مانگنا ان کو وسیلہ بنانا ان کی طرف اپنے کو منسوب کرنا یہ جان کر کہ یہ مظہر عون الٰہی ہیں یہ ہرگز شرک نہیں بلکہ یہ عین توحید ہے۔ یہ ہے اللہ والوں کا نظریہ اور عقیدہ۔ پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو رحمتہ للعالمین بنایا تو ساتھ ہی راستہ بھی دکھا دیا کہ اے بندو ادھر ہی آ جاؤ۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك۔

اے محبوب تیرے امتی اگر اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو وہ تیرے دربار حاضر ہو جائیں۔

یہ نہیں فرمایا کہ وہ میرے دربار آ جائیں بیت اللہ میں حاضر ہو جائیں یا کسی مسجد میں پہنچ جائیں۔ بلکہ فرمایا جاؤك تیرے دربار حاضری دیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در
نہیں اور کوئی مفر مقر

اور یہی طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا کہ جب کوئی پریشانی کوئی مصیبت آتی تو وہ اس ذات گرامی کی خدمت میں حاضر ہو جاتے جس ذات والا صفات کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

الحاصل اللہ والوں کی جماعت جو وعدہ نماز میں کرتی ہے نماز کے باہر بھی وہ اس پر قائم ہے نیز جو لوگ اللہ تعالےٰ کے نبیوں ولیوں کے پاس جا کر اللہ تعالےٰ کی رحمت حاصل کرنے کو شرک کہتے ہیں یہ ان کی سمجھ کا پھیر ہے کاش کہ وہ قرآن و حدیث کو صحیح طور سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہی میں نہ دھکیلتے۔

فالی اللہ المشتکی۔

قاری محمد مسعود حسان
ناظم، دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد
15 شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ ہجری

﴿انتباہ﴾

یہودیوں کا نظریہ توحید

یہودیوں کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پاس سب کچھ ہے مگر وہ کسی کو دیتا کچھ نہیں چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

وقالت الیھود ید اللّٰہ مغلولۃ۔ (قرآن مجید سورہ مائدہ)

یعنی یہودی کہتے ہیں اللہ تعالےٰ کے ہاتھ بند ہیں (اللہ تعالےٰ بخیل ہے کسی کو کچھ دیتا نہیں) لیکن اہل ایمان کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پاس سب کچھ ہے اور وہ جسے چاہے جو چاہے عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہودیوں کے اس بیہودہ قول کے مقابلہ میں فرمایا: بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشآء۔ یعنی یہ بات نہیں جو یہودی کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے دست کرم کھلے ہیں جسے چاہے جو چاہے عطا کرے کوئی اس کو روک نہیں سکتا کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا کہ کیوں دیا ہے وہ چاہے کسی کو حکیم بنا دے چاہے وہ کسی کو ڈاکٹر بنا دے وہ چاہے کسی کو حاکم بنا دے وہ چاہے کسی کو غوث بنا دے وہ چاہے کسی کو داتا بنا دے وہ چاہے کسی کو غریب نواز بنا دے وہ چاہے کسی کو گنج شکر بنا دے وہ

چاہے کسی کو مشکل کشا بنا دے کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ (قرآن مجید) یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرے کوئی اس سے پوچھنے کا حق نہیں رکھتا اور وہ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ جسے چاہے جو چاہے عطا کر دے یہ اس کی عطا ہے اور یہی اہل ایمان کا نظریہ ہے۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے: بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشآء فیفیض حسب الحکمۃ من انواع العلوم الظاہرۃ والباطنۃ علٰی من وجد اھلاً لذالک۔ (روح المعانی سورہ مائدۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ کے دست کرم کھلے ہیں وہ عطا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے لہٰذا وہ حسب حکمت ظاہری علوم بھی عطا کرتا ہے جن سے حکیم ڈاکٹر وزیر اور حاکم بنتے ہیں اور باطنی علوم عطا فرماتا ہے جن سے ولی غوث قطب ابدال بنتے ہیں جس کو وہ ان علوم کا اہل جانتا ہے۔

نیز تفسیر ابن کثیر میں ہے: بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشآء ای بل ھو الواسع الفضل الجزیل العطا الذی مامن شیء الا عندنا خزائنہ۔ (تفسیر ابن کثیر سورہ مائدہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کے دست کرم کھلے ہیں جسے چاہے جو چاہے عطا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ وسیع فضل والا اور بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ اس کے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں۔

ان مندرجہ بالا عبارات سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ظاہری علوم عطا کر کے کسی کو ڈاکٹر کسی کو حکیم کسی کو گورنر کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بنا دے اور جسے چاہے باطنی علوم عطا کر کے کسی کو ولی کسی کو غوث کسی کو داتا گنج بخش کسی کو غریب نواز اور کسی کو مشکل کشا بنا دے یہ اس کا فضل ہے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔

پھر یہ کہ قرآن پاک کی کسی آیت مبارکہ میں اور کسی حدیث پاک میں یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غوث یا داتا یا غریب نواز یا مشکل کشا نہیں بنا سکتا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہودی اور ان کے ہم عقیدہ لوگ اس اللہ تعالیٰ کی باطنی عطا کا جس سے ولی غوث قطب ابدال بنتے ہیں اس کا وہ انکار کیوں کرتے ہیں اس کا جواب صاحب تفسیر روح

المعانی علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا:

وقال الیهود لحرمانهم من الاسرار التی لا یطلع علیها اهل الظاهر (ید اللّٰه مخلولة) فلا یفیض غیرها مانحن فیه من العلوم الظاهرة۔

(تفسیر روح المعانی سورہ مائدہ)

یعنی یہودیوں نے اس لئے باطنی علوم کا (جن کے حامل ولی قطب غوث ابدال ہیں) اس لیئے انکار کیا کہ وہ خود باطنی علوم سے محروم تھے اس لئے انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ بخیل ہے لہٰذا وہ ظاہری علوم جو ہمارے پاس ہیں اس کے سوا کسی کو باطنی علوم دیتا ہی نہیں یوں ہی ان یہودیوں کے ہمنوا وہم عقیدہ لوگ جن میں ولی قطب غوث ہوتے ہی نہیں وہ بھی اسی بنا پر کہتے ہیں کہ اللہ کسی کو ولی قطب غوث داتا غریب نواز بناتا ہی نہیں۔ کاش کہ ایسے لوگ باطنی علوم حاصل کر کے ولی غوث قطب بنتے تو خود بھی گمراہی سے بچتے اور دوسروں کو بھی گمراہی میں نہ دھکیلتے۔ فالی اللّٰه المشتکی وهو نعم الوکیل۔

فقیر ابوسعید غفرلہٗ